روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ہفتہ 4 مئی 2013ء 23 جمادی الثانی 1434 ہجری 4 ہجرت 1392 ھش جلد 63-98 نمبر 101

خوان ہدیٰ

دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خوابیں
خالی ہیں ان کی قابیں خوان ہدیٰ یہی ہے
اس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گزریں، اب دن چڑھا یہی ہے
(درثمین)

اخلاق عالیہ صحابہ کرامؓ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکرؓ جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے کہ آس پاس کے تمام لوگ جمع ہوجاتے۔ (سیر الصحابہ جلد اول ص 92)

حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام قبول کرنے کا باعث بھی قرآن ہی ہوا کہ آپ گھر سے آنحضرت ﷺ کے قتل کے ارادہ سے تلوار سونت کر نکلے رستہ میں نعیم بن عبداللہ ملے اور انہوں نے کہا عمر پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارا بہنوئی دونوں مسلمان ہوگئے ہیں۔ آپ بہن کے گھر آئے اور بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا۔ بہن نے کہا عمر جو چاہو کر لو ہم اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے۔ بہن کی حالت دیکھ کر دل نرم ہوا اور کہا کہ تم لوگ جو کچھ پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔ فاطمہ نے قرآن کے وہ اجزاء آپ کے سامنے رکھ دیئے۔ آپ نے اٹھا کر دیکھا سورۃ الحدید کی آیات تھیں۔ جنہوں نے عمرؓ کو مسخر کرلیا۔ (سیر الصحابہ جلد اول ص 99,98)

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات نے حضرت عمر کے اندر ایک عظیم الشان حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ سیرت ابن اسحاق میں سورۃ طٰہٰ اور التکویر کے پڑھنے کا ذکر ہے۔ آپ کے حالات مطبوعہ سیر صحابہ جلد 1 ص 157,156 پر لکھا ہے کہ ''نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر یا خدا کی عظمت وجلال کا بیان ہوتا اور اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن شداد کا بیان ہے کہ میں باوجودیکہ پچھلی صف میں رہتا تھا لیکن حضرت عمرؓ قرآن پڑھ کر اس زور سے روتے تھے کہ میں رونے کی آواز سنتا تھا۔

حضرت امام حسنؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے جب سورۃ طور کی آیت آٹھ پر پہنچے۔ تو بہت متاثر ہوئے اور روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔ حضرت عمر فاروقؓ بظاہر بہت سخت طبیعت تھے لیکن جب قرآن کریم کی کوئی آیت یا حصہ آپ کے سامنے پڑھا جاتا تو فوراً آپ کا دل نرم پڑ جاتا۔

حضرت حسان بن ثابتؓ، عامرؓ بن اکوع، طفیل بن عمروؓ، اسود بن سریع، کعب بن زہیر اور عبداللہؓ بن رواحہ وغیرہ سب عرب کے مشہور شاعر تھے مگر قرآن مجید کے سامنے ان سب نے سر نیاز خم کیا۔

لبید عرب کا ایک مشہور شاعر اور سبعہ معلقہ کی بزم مشاعرہ کے ایک رکن تھے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے آپ سے چند اشعار کی فرمائش کی تو انہوں نے جواب دیا ''جب خدا نے مجھ کو بقرہ اور آل عمران سکھائی تو مجھے شعر کہنا زیبا نہیں۔''

(سیرت النبی از علامہ شبلی جلد سوم ص 289)

ضرورت کارکنان درجہ دوم

صدر انجمن احمدیہ میں محرر کے طور پر ملازمت کے خواہش منداحباب کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ:۔

1۔ امیدوار کی عمر 25 سال سے کم ہونی ضروری ہے اور امیدوار کی تعلیم کم ازکم انٹرمیڈیٹ ہونی چاہئے اور انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں کم ازکم 45% نمبر حاصل کئے ہوں یعنی 495 ہونے ضروری ہیں۔

2۔ امیدوار کے لئے Inpage اردو کمپوزنگ کا جاننا ضروری ہے۔

3۔ صرف وہ امیدوار ملازمت کے اہل ہوں گے جو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے محررین کیلئے لئے جانے والے امتحان اور انٹرویو میں پاس ہوں گے۔

4۔ صرف وہ امیدوار ملازمت میں لئے جائیں گے جو فضل عمر ہسپتال کے میڈیکل بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت منداور تندرست ہوں گے۔

5۔ جو دوست صدر انجمن احمدیہ میں بطور محرر ملازمت کے خواہش مند ہوں اور مندرجہ بالا شرائط پر پورا اُترتے ہوں وہ درخواست دے سکتے ہیں۔ ان کے لئے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے **29 مئی 2013ء کو 9 بجے صبح امتحان** کا انعقاد کیا جائے گا۔

6۔ نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم کے ہر جزو میں کامیاب ہونا لازمی ہے جو درج ذیل ہے۔

☆ قرآن کریم ناظرہ مکمل۔ پہلا پارہ باترجمہ۔
☆ چالیس جواہر پارے، ارکانِ (دین حق)، نماز مکمل باترجمہ۔
☆ کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات
☆ مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ
☆ نظم از درثمین (شان (دین حق)

باقی صفحہ 8 پر

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مادی زندگی میں اپنی مخلوق کی اس عارضی زندگی اور بقا کے لئے کس قدر وسیع رنگ میں نظام قائم فرمایا ہوا ہے تو جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے انسان کے لئے ایک دوسری زندگی بھی مقرر کی ہوئی ہے، تو اُس کے لئے بھی اس نے ایک نظام جاری کیا ہوا ہے

اگر مادی بارش کچھ عرصہ نہ ہو، قحط سالی کی حالت ہو، لوگ اناج کی کمی کی وجہ سے بھوکے مرنے لگیں یا جن کا گزارہ ہی زمیندارہ پر ہے، اُن کی فصلیں سوکھ رہی ہوں تو لوگ بے چین ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو دائمی زندگی ہے اُس کی بقا کے لئے نہ ہی اتنا تردّد ہوتا ہے اور نہ ہی جب پانی اترتا ہے تو انسان اُس کی اتنی قدر کرتا ہے۔ جبکہ ایسی زندگی جو دائمی ہے اُس کے لئے زیادہ کوشش ہونی چاہئے

قرآنِ کریم وہ کامل اور مکمل تعلیم ہے جو تمام زمانوں کے لئے ہے اور ایسا پانی ہے جس نے اُس وقت جبکہ زمین اپنی مُردنی کی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، مردہ دلوں کو زندگی کا پیغام دیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے زمانہ میں ہوئی جب عام گمراہی پھیل چکی تھی ویسے ہی حالات آج کے زمانہ کے ہیں

ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حصول اور اُس کے دین کی اشاعت اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کے ذریعے ہی ہوتی ہے اور ہوسکتی ہے، اپنی کوششوں سے نہیں

پس آسمان سے اترے ہوئے اس پانی سے فیض اٹھاؤ۔ حضرت مسیح موعود نے بار بار آسمانی پانی کی ضرورت کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اپنی آمد کا مقصد بیان فرمایا ہے

اس آسمانی پانی سے فیض پانے والو جس نے تمہیں نئی زندگی بخشی ہے اپنے فرض ادا کرو۔ اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جاؤ۔ دنیا کو راستی کا رستہ دکھانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاؤ۔ اپنے دینی، روحانی، اخلاقی معیاروں کو اونچے سے اونچا کرتے چلے جاؤ کہ امام الزمان کی بیعت کا حق ادا ہو جائے

حدیقۃ المہدی میں جماعت برطانیہ کے 46ویں جلسہ سالانہ پر 9 ستمبر 2012ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کے آغاز میں سورۃ النحل آیت 66 اور سورۃ الطارق کی آیات 12-13 کی تلاوت کیں اور فرمایا:

یہ آیات جو مَیں نے پڑھی ہیں۔ پہلی سورۃ نحل کی آیت 66 ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا تو اس سے زمین کو اُس کے مر جانے کے بعد زندہ کر دیا۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے بہت بڑا نشان ہے جو بات سنتے ہیں۔

اور دوسری سورۃ الطارق کی آیات 12، 13 ہیں جن کا ترجمہ ہے۔ قسم ہے موسلا دھار بارش والے آسمان کی اور روئیدگی اُگانے والی زمین کی۔

اس بات میں کوئی شک نہیں اور ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے، اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ہستی ہے جو اس نظامِ عالَم کو چلا رہی ہے۔ چاہے اس بات کا صحیح ادراک ہر ایک کو ہو یا نہ ہو، لیکن ہر ایک کے ذہن میں خدا تعالیٰ کے سب قدرتوں کے مالک ہونے کا تصور قائم ہے۔ کم از کم ہر (مومن) کہلانے والے کے ذہن میں اُس کی عقل اور دینی استعدادوں یا علم کے مطابق یہ تصور ہے۔ ایک عام (مومن) بھی سمجھتا ہے کہ یہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے بلکہ آسمان اور زمین اور اس میں موجود ہر چیز خدا تعالیٰ کی پیداوار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہر چیز معرضِ وجود میں آتی ہے اور اُس کے سہارے سے وہ قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہر چیز میں فنا ہے اور اسی طرح ہمیشہ ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی۔ یہ بات بھی اپنی استعدادوں کے مطابق ہر (مومن) کہلانے والا بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین کرنے والا بھی سمجھتا ہے کہ زمین و آسمان کی تاثیرات کو پیدا کرنے والی ہستی صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہے۔ وہی ہے جو ربّ العالمین ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے نہ صرف انسان بلکہ اپنی تمام مخلوق کی پیدائش سے لے کر اُس کے اجلِ مسمّٰی تک اُس کے پالنے کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اور خاص طور پر انسان جو اشرف المخلوقات ہے، اُس کے لئے تو اُس نے اپنی بیشمار مخلوق کو خدمت پر مقرر کیا ہے اور مادی زندگی کی بہتری اور قائم رکھنے کے لئے بغیر کسی انسانی کوششوں کے بہت سے ذرائع کا اُس نے انتظام کیا ہے۔ پھر صرف اس ربوبیت کے اظہار کے لئے اپنی رحمانیت کے جلوے ہی نہیں دکھاتا، بغیر مانگے ہی زندگی کے سامان پیدا نہیں فرماتا، بلکہ رحیمیت کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ مجیب ہونے کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اپنی بہت سی صفات کے جلوے دکھاتا ہے۔ اگر مثلاً قحط سالی ہو تو انسانوں کی آہ و بکا کو سن کر بارش کو انسان کی زندگی کے سامان مہیا کرنے کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے بار بار اپنی رحمت کے نظارے دکھلاتا ہے اور دکھلاتا چلا جاتا ہے۔

پس جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس مادّی زندگی میں اپنی مخلوق کی اس عارضی زندگی اور بقا کے لئے کس قدر وسیع رنگ میں نظام قائم فرمایا ہوا ہے تو جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے انسان کے لئے ایک دوسری زندگی بھی مقرر کی ہوئی ہے، اُس کے لئے بھی ایک نظام جاری کیا ہوا ہے۔ جس کی بنیاد اِس دنیاوی زندگی میں کئے جانے والے ہر اُس عمل پر ہے اور ہو گی جو روحانیت میں ترقی دلانے والا ہے۔ یعنی ہر نیک عمل اور اجر اور روحانیت میں ترقی اُسے آئندہ زندگی میں اُن انعاموں کا وارث بنائے گی جو اللہ تعالیٰ اُس ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ وہ سارے اعمال جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ اُس دائمی زندگی میں اُن کے اجر بھی عطا فرمائے گا۔ یہ چیز بھی ایک مومن، ایک (مومن) کہلانے والا جانتا ہے۔ اور جو حقیقی مومن ہے یہ بھی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک روحانی نظام مقرر کیا ہوا ہے۔ جو پورا فہم و ادراک نہیں رکھتے، اُن کو بھی سوچنے کی ضرورت ہے کہ جب اس دنیا کے نظام کے لئے، اس عارضی زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اتنے سامان پیدا فرمائے ہوئے ہیں تو دائمی زندگی کے لئے بھی کچھ سامان ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے مطابق اس دنیا میں ہی انسان اُن سامانوں سے فیض پانا شروع کر دیتا ہے۔

پس یقیناً ایک روحانی نظام اس دنیا میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے جس کے تحت اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا ہے جو اپنے اپنے وقتوں میں اُس بارش کی طرح آتے رہے، اُترے، جو ہر زمانے کے نبی کے ماننے والوں کے لئے اُس پانی کی طرح تھے جس نے اُن کی آبیاری کی اور اُن کی عملی اور روحانی ترقی کا باعث بنے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اُس کے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور اگر یہ مقدس لوگ دُنیا میں نہ آتے تو صراطِ مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور محال امر تھا۔ اگرچہ زمین و آسمان پر غور کر کے اور اُن کی ترتیب اَبلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت کر سکتا ہے کہ اِس کارخانۂ پُرحکمت کا بنانے والا کوئی ضرور ہونا چاہئے۔ لیکن اِس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہئے اور اِس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے، بہت فرق ہے۔ واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں جنہوں نے

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دار النصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

ہزار ہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے درحقیقت موجود ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس قدر عقل بھی کہ نظام عالم کو دیکھ کر صانع حقیقی کی ضرورت محسوس ہو، یہ مرتبۂ عقل بھی نبوت کی شعاعوں سے ہی مستفیض ہے"۔ (نبوت کی وجہ سے ہی یہ عقل بھی پیدا ہوتی ہے) "اگر انبیاء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا تو اِس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اِس کی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقا اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے۔ جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نہیں برستا تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ اور جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین میں بھی پانی جوش مارتا ہے۔ اِسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمینی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے۔ اور پھر جب ایک مُدّت دراز اِس بات پر گزرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دُنیا میں بُت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے۔ پس جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اِسی طرح دُنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتابِ نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے اُن میں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ اِسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے"۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 115-114)

پس یہ بھی خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت ہے کہ انسانوں کی عملی اور روحانی ترقی اُس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک وہ پانی آسمان سے نہ اُترے جو تازہ بتازہ ہو، جو روحانی طور پر روحوں کو جِلا بخشنے والا ہے، جو عملی، اخلاقی اور روحانی نشوونما کا باعث بنے، جس کے اثر سے وہ پھلدار پودے نشوونما پائیں جو اُن پودوں سے فیض حاصل کرنے والوں کی روحانی بھوک مٹانے والے بھی ہوں۔ لیکن جب ہم جائزے لیتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اگر مادّی بارش کچھ عرصہ نہ ہو، قحط سالی کی حالت ہو، لوگ اناج کی کمی کی وجہ سے بھوکے مرنے لگیں یا جن کا گزارہ ہی زمیندارہ پر ہے، اُن کی فصلیں سوکھ رہی ہوں تو بے چین ہو جاتے ہیں۔ ایک تڑپ سے بعض مجھے بھی خط لکھتے ہیں۔ نمازِ استسقاء ادا کی جاتی ہے۔ جو شاید کبھی کبھار نمازیں پڑھتے ہوں، جب ایسی حالت آتی ہے تو بڑے درد والحاح سے وہ بھی نماز استسقاء میں شامل ہو جاتے ہیں۔ بارش کی دعائیں کرتے ہیں تا کہ اُن کی دو وقت کی روٹی مل جائے، تا کہ اُن کی فصلیں بہتر ہو جائیں، تا کہ وہ بہتر آمد کی وجہ سے دنیاوی سہولتوں سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ بارش ایک ایسی چیز ہے جس پر ہر ایک کا انحصار ہے، چاہے غریب ملک ہوں، امیر ملک ہوں، غریب آدمی ہو یا امیر آدمی ہو۔ پیٹ بھرنے کے لئے خوراک کی ضرورت ہر ایک کو ہے۔ اور خوراک کا انحصار پانی پر ہے، چاہے وہ دریاؤں کا پانی ہے، کنوؤں کا پانی ہے۔ کنوؤں کا پانی بھی بارش کی وجہ سے اوپر آتا ہے اور قابلِ استعمال ہوتا ہے۔ جہاں لمبا عرصہ بارشیں نہیں ہوتیں، وہاں کنوؤں کا پانی بھی اتنی دور چلا جاتا ہے کہ میسر ہی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے زمینی پانی کو بھی اپنی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت قرار دیا ہے کہ اگر کنوؤں کا پانی خشک ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ کیا حالت ہو گی تمہاری؟ تو جیسا کہ میں نے کہا، اس دنیاوی زندگی کے لئے انسان بیقرار ہو کر خدا تعالیٰ سے پانی مانگتا ہے۔ لیکن جو دائمی زندگی ہے اُس کی بقا کے لئے نہ ہی اتنا تردّد ہوتا ہے اور نہ ہی جب پانی اترتا ہے تو اُس کی اتنی قدر کرتا ہے۔ جبکہ ایسی زندگی جو دائمی ہے اُس کے لئے زیادہ کوشش ہونی چاہئے۔ بیشک چند ایک ایسے ہوتے ہیں جو بے چین ہو جاتے ہیں اور بے چین ہو کر خدا تعالیٰ سے گڑگڑا کر اُس روحانی پانی کے اترنے کی دعا مانگتے ہیں جو اُنہیں روحانی لحاظ سے تروتازہ کر دے، جو اُن کی زندگی کے سامان مہیا فرماوے۔ لیکن ایک اکثریت اس بات سے لاپرواہ ہوتی ہے۔ کوئی پرواہ نہیں کرتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے یہ احسان ہے کہ اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے صدقے یہ انتظام فرما دیتا ہے جس سے دنیا کی روحانی زندگی کا سامان ہوتا ہے، دائمی زندگی کا سامان ہوتا ہے۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، ان میں بھی جیسا کہ ترجمہ میں سنا، خدا تعالیٰ نے پانی کے اترنے کا مضمون بیان فرمایا ہے جو مادّی پانی بھی ہے اور روحانی پانی بھی ہے۔ اس روحانی پانی کا پہلی آیت میں زیادہ ذکر ہے جو سورۃ نحل کی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا خاص طور پر اس میں فرمایا ہے کہ (-) اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا ہے اور پھر فرمایا (-) اور اس پانی سے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد پھر سے زندہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (-) کہ یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے بڑا نشان ہے جو بات سنتے ہیں۔ یعنی وہ حق اور وہ کلام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اترا ہے، اُسے سنتا ہے۔ یَسْمَعُوْنَ جو کہا ہے تو پانی کو دیکھا جاتا ہے، پیا جاتا ہے۔ یہاں سننے سے مراد یہی ہے کہ کلامِ الٰہی ہی وہ روحانی پانی ہے جس کو جب پیش کیا جاتا ہے تو اس کو سنتے ہیں، اُس پر غور کرتے ہیں، اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، اپنی دائمی زندگی کے سنوارنے کے سامان پیدا کرتے ہیں۔

پس کلامِ الٰہی کی مثال پانی سے دی گئی ہے کہ اگر وہ اس کلام کو سنیں اور اس پر عمل کریں تو یقیناً یہ روحانی مُردوں کو زندگی بخشنے والا کلام ہے۔ اور سب سے بڑھ کر جو کلام اترا اور کامل کلام اترا، وہ قرآنِ کریم ہے۔ تو اس آیت میں یہ پیغام ہے کہ قرآن کریم ہی وہ کلام ہے جو تمہیں زندگی بخشنے والا ہے۔ اس میں قرآنِ کریم کے مقام اور عظمت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ یہاں یہ بھی اصول بیان ہو گیا کہ انبیاء کے ذریعہ وہ روحانی پانی اترتا ہے جو مردہ دلوں کو زندگی بخشتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء آئے، انہوں نے بھی اپنے اپنے علاقے اور دائرے میں اپنے ساتھ لائے ہوئے روحانی پانی سے مُردوں کو زندگی بخشی لیکن ساتھ ہی آنے والے عظیم نبی کی پیشگوئی بھی فرما دی۔ ایسا نبی جو ایسا صاف اور مصفّٰی پانی لائے گا، ایسا روحوں کو تازگی بخشنے والا اور مُردوں کو زندہ کرنے والا پانی لائے گا جس کا دائرہ تمام دنیا پر حاوی ہو گا۔ پس قرآنِ کریم وہ کامل اور مکمل تعلیم ہے جو تمام زمانوں کے لئے ہے اور ایسا پانی ہے جس نے اُس وقت جبکہ زمین اپنی مردنی کی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، مردہ دلوں کو زندگی کا پیغام دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن پر یہ کتاب اتری تھی، اُن کی قوتِ قدسی نے روحانی طور پر مردوں کو زندہ کر دیا۔

حضرت مسیح موعود اُس دور کا نقشہ کھینچتے ہوئے اور مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"تواریخ صاف بتاتی ہے اور فرقان مجید کے کئی مقامات میں...... بوضاحت تمام وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس زمانے میں مبعوث ہوئے تھے کہ جب تمام دنیا میں شرک اور گمراہی اور مخلوق پرستی پھیل چکی تھی۔ اور تمام لوگوں نے اصول حقّہ کو چھوڑ دیا تھا اور صراطِ مستقیم کو بھول بھلا کر ہر یک فرقہ نے الگ الگ بدعتوں کا راستہ لے لیا تھا۔ عرب میں بت پرستی کا نہایت زور تھا۔ فارس میں آتش پرستی کا بازار گرم تھا۔ ہند میں علاوہ بت پرستی کے اَور صدہا طرح کی مخلوق پرستی پھیل گئی تھی اور اُنہی دنوں میں کئی پوران اور پُستک (یعنی بہت ساری کتابیں ہندوؤں میں تھیں) کہ جن کے رُو سے بیسیوں خدا کے بندے خدا بنائے گئے اور اوتار پرستی کی بنیاد ڈالی گئی، تصنیف ہو چکی تھی اور بقول پادری پورٹ صاحب اور کئی فاضل انگریزوں کے اُن دنوں میں عیسائی مذہب سے زیادہ اور کوئی مذہب خراب نہ تھا اور پادری لوگوں کی بدچلنی اور بداعتقادی سے مذہب عیسوی پر ایک سخت دھبہ لگ چکا تھا اور مسیحی عقائد میں نہ ایک نہ دو بلکہ کئی چیزوں نے خدا کا منصب لے لیا تھا"۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 112 حاشیہ نمبر 10)

حضرت مسیح موعود نے یہ جو پادری پورٹ کا اور دوسرے فاضل علماء کا، انگریزوں کا ذکر فرمایا ہے، یہ ڈیون پورٹ ہے۔ اس وقت میں باقی حوالے تو نہیں دیتا، لمبا ہو جائے گا۔

ڈیون پورٹ نے اُس زمانے کی حالت کے بارے میں جو لکھا ہے، اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ "ایک طرح کی اخلاقی اور مذہبی بدعملی عیسائیوں اور یہودیوں میں موجود تھی جنہوں نے ایک زمانے سے عرب کے جزیرہ نما میں خود کو لا بسایا تھا اور انہوں نے بہت طاقتور جماعتیں قائم کر لی تھیں۔ اُس وقت کی عیسائیت کی حالت سے زیادہ کسی قابلِ افسوس چیز کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت میں عیسائیت کے اساتذہ کی بدعملی نے فہیم لوگوں کو عیسائیت سے متنفر کر دیا تھا۔ اُن کے جھوٹ، اُن کے افسانے جو اُن کے بزرگوں اور اُن کے معجزات کے بارے میں تھے اور سب سے زیادہ اُن کے پادریوں کے طرزِ عمل نے عرب کی سرزمین پر اُن کے گرجوں کو بے آباد کر دیا تھا۔ ایشیا اور افریقہ میں عیسائی چرچ کی بکھری ہوئی مختلف شاخیں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتی تھیں۔ اور اُنہوں نے نہایت بیہودہ بدعتوں اور وہموں کو اپنا لیا تھا۔ وہ ہمیشہ تنازعات میں مصروف رہتے تھے۔ عیسائی فرقوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ تنازعات کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے، جبکہ رشوت، عیاشی، بربریت اور جہالت جو پادریوں کے درمیان پائی جاتی تھی، عیسائی مذہب کے لئے بڑے مسائل کا باعث بنی اور اُس نے لوگوں کے درمیان عالمی عیاشی کے انداز متعارف کروائے۔ عرب کے ریگستان جہالت اور بے شعور خانقاہوں یا راہبوں سے اَٹ گئے تھے جو کہ فضول اپنی زندگیوں کو ضائع کر رہے تھے لیکن اُن کے دماغ میں خوفناک سوچیں آتی رہتی تھیں اور پھر کبھی اس رَو میں اکثر مسلح فتنہ پرداز گروہوں کی شکل میں شہروں میں جا گھستے، گرجا گھروں میں اپنے تخیلات کی تبلیغ کرتے اور تلوار کے زور پر اُنہیں منواتے۔ انتہا کی بت پرستی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے جاری کردہ اس سادہ عبادت کی جگہ لے لی تھی جو ایک قادرِ مطلق اور رحمان وجود کی عبادت تھی جس کا کوئی ہمسر اور کوئی مماثل نہیں۔

پھر لکھتا ہے کہ تبرکات اور کھدی ہوئی رنگدار تصویریں اُن لوگوں کی من چاہی معبود بن گئیں جنہیں یسوع نے اکیلے زندہ خدا کی عبادت کرنے کی تعلیم دی تھی۔ یہ وہ مناظر ہیں جو یسوع کے کلیسیا نے اسکندریہ میں، ایلیپو میں اور دمشق میں دکھائے۔ پھر لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت سب نے اپنے مذہب کے اصولوں کو چھوڑ کر ثانوی اہمیت کے مسائل پر نہ ختم ہونے والی لڑائی شروع کر دی تھی اور عرب کے لوگ دیکھ سکتے تھے کہ ہر مذہب کی بنیادی بات جو کہ اُن کے صحائف میں ہے وہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ خدا کی خالص اور حقیقی عبادت ایک توہم کی طرح بے حقیقت سمجھی جانے لگی۔ بلاشبہ وہ عیسائی اپنے مشرک ہم عصروں سے کچھ بہتر نہ تھے"۔

(An Apology For Mohammed and The Koran by John Davenport Page: 2-4 Published by J. Davy and Sons London 1882)

یہ کتاب ہے: An apology for Muhammad and Qur'an. John Devon Port اور ایک دوسرا ہے اس کے ساتھ۔ 1882ء میں یہ کتاب چھپی تھی۔ حضرت مسیح موعود نے اس کا حوالہ دیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں: ’’پس آنحضرتؐ کا ایسی عام گمراہی کے وقت میں مبعوث ہونا، جب خود حالت موجودہ زمانہ کی ایک بزرگ معالج اور مصلح کو چاہتی تھی اور ہدایت ربّانی کی کمال ضرورت تھی اور پھر ظہور فرما کر ایک عالم کو توحید اور اعمال صالحہ سے منور کرنا، اور شرک اور مخلوق پرستی کا جو اُمّ الشرور ہے، قلع قمع فرمانا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل تھے‘‘۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’سچا ہونا اُن کا تو اس بات سے ثابت ہے کہ اس عام ضلالت کے زمانے میں قانونِ قدرت ایک سچے ہادی کا متقاضی تھا اور سنّتِ الٰہیہ ایک رہبر صادق کی مقتضی تھی کیونکہ قانونِ قدیم حضرت ربّ العالمین کا یہی ہے کہ جب دنیا میں کسی نوع کی شدت اور صعوبت اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمت الٰہی اُس کے دُور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ جیسے جب امساک باران سے غایت درجہ کا قحط پڑ کر خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے تو آخر خداوند کریم بارش کر دیتا ہے اور جب وبا سے لاکھوں آدمی مرنے لگتے ہیں تو کوئی صورت اصلاح ہوا کی نکل آتی ہے یا کوئی دوا ہی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب کسی ظالم کے پنجہ میں کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو آخر کوئی عادل اور فریادرَس پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا ہی جب لوگ خدا کا راستہ بھول جاتے ہیں اور توحید اور حق پرستی کو چھوڑ دیتے ہیں تو خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندہ کو بصیرت کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مشرف کر کے بنی آدم کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے کہ تا جس قدر بگاڑ ہو گیا ہے اُس کی اصلاح کرے۔ اس میں اصل حقیقت یہ ہے کہ پروردگار جو قیوم عالم کا ہے اور بقا اور وجود عالم کا اُسی کے سہارے اور آسرے سے ہے، کسی اپنی فیضان رسانی کی صفت کو خلقت سے دریغ نہیں کرتا اور نہ بیکار اور معطل چھوڑتا ہے بلکہ ہر یک صفت اُس کی اپنے موقعہ پر فی الفور ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ پس جبکہ ازرُوئے تجویز عقلی کے اس بات پر قطع واجب ہوا کہ ہر یک آفت کا غلبہ توڑنے کے لئے خدا تعالیٰ کی وہ صفت جو اُس کے مقابلہ پر پڑی ہے ظہور کرتی ہے اور یہ بات تواریخ سے اور خود مخالفین کے اقرار سے اور خاص فرقانِ مجید کے بیان واضح سے ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت میں یہ آفت غالب ہو رہی تھی کہ دنیا کی تمام قوموں نے سیدھا راستہ توحید اور اخلاص اور حق پرستی کا چھوڑ دیا تھا۔ اور نیز یہ بات بھی ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس فساد موجودہ کے اصلاح کرنے والے اور ایک عالَم کو ظلماتِ شرک اور مخلوق پرستی سے نکال کر توحید پر قائم کرنے والے صرف آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہیں، کوئی دوسرا نہیں۔ تو ان سب مقدمات سے نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی طرف سے سچے ہادی ہیں۔ چنانچہ اس دلیل کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں آپ ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہ ہے (-) (النحل: 64 تا66)۔‘‘

فرماتے ہیں: ’’یعنی ہم کو اپنی ذات الوہیت کی قسم ہے جو مبدأ فیضان ہدایت اور پرورش اور جامع تمام صفات کاملہ ہے، جو ہم نے تجھ سے پہلے دنیا کے کئی فرقوں اور قوموں میں پیغمبر بھیجے۔ پس وہ لوگ شیطان کے دھوکا دینے سے بگڑ گئے۔ سو وہی شیطان آج ان سب کا رفیق ہے۔ اور یہ کتاب اس لئے نازل کی گئی کہ تا اُن لوگوں کا رفع اختلافات کیا جائے اور جو امر حق ہے وہ کھول کر سنایا جائے۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ زمین ساری کی ساری مر گئی تھی۔ خدا نے آسمان سے پانی اتارا اور نئے سرے اس مردہ زمین کو زندہ کیا۔ یہ ایک نشانِ صداقت اس کتاب کا ہے۔ پَر اُن لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں یعنی طالب حق ہیں‘‘۔

(براہین احمدیہ۔ چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 115۔ حاشیہ نمبر 10)

پھر فرماتے ہیں: ’’اب غور سے دیکھنا چاہئے کہ وہ تینوں مقدمات متذکرہ بالا کہ جن سے ابھی ہم نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سچے ہادی ہونے کا نتیجہ نکالا تھا، کس خوبی اور لطافت سے آیات ممدوحہ میں درج ہیں۔ اول گمراہوں کے دلوں کو جو صدہا سال کی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے، زمین خشک اور مردہ سے تشبیہ دے کر اور کلام الٰہی کو مینہ کا پانی جو آسمان کی طرف سے آتا ہے ٹھہرا کر اس قانونِ قدیم کی طرف اشارہ فرمایا جو امساکِ باران کی شدت کے وقت میں ہمیشہ رحمت الٰہی بنی آدم کو برباد ہونے سے بچا لیتی ہے۔ اور یہ بات جتلا دی کہ یہ قانون قدرت صرف جسمانی پانی میں محدود نہیں بلکہ روحانی پانی بھی شدت اور صعوبت کے وقت میں جو پھیل جانا عام گمراہی کا ہے ضرور نازل ہوتا ہے۔ اور اس جگہ بھی رحمت الٰہی آفت قلوب کا غلبہ توڑنے کے لئے ظہور کرتی ہے۔ اور پھر انہیں آیات میں دوسری بات بھی بتلا دی کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظہور سے پہلے تمام زمین گمراہ ہو چکی تھی۔ اور اسی طرح اخیر پر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ ان روحانی مُردوں کو اس کلام پاک نے زندہ کیا اور آخر یہ بات کہہ کر کہ اس میں اس کتاب کی صداقت کا نشان ہے، طالبین حق کو اس نتیجہ کی طرف توجہ دلائی کہ فرقان مجید خدا کی کتاب ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 113 تا 116 حاشیہ نمبر 10)

پس جہاں اس حوالے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے حالات اور آپ کی آمد کی ضرورت اور قرآنِ کریم کی سچائی کا پتہ چلتا ہے، وہاں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام بیان فرمایا ہے، اُس کی خوبصورتی بھی نکھر کر سامنے آتی ہے۔..............۔

(پھر اس زمانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اُس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اُن کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور اُن میں ہی لوٹ جائیں گے۔

(الجامع لشعب الایمان للبیهقی جزء 3 صفحه 317-318۔ باب الثامن عشر من شعب الایمان و هو باب فی نشر العلم و ألا یمنعه أهله۔ فصل قال و ینبغی لطالب العلم ...... حدیث نمبر 1763 مکتبة الرشد ریاض طبع دوم 2004ء)

......نواب نور الحسن خان صاحب اپنی کتاب اقتراب الساعة میں فرماتے ہیں کہ: ’’خلق کا یہ حال ہے کہ جو لوگ اچھے کام رات دن کرتے ہیں، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یا جو مال اپنے اوپر یا اپنے گھربار پر صَرف کرتے، اُٹھاتے ہیں، اس میں بھی تو ان کی نیت مطابق شرع کے نہیں ہوتی۔ یا تو دکھانا، سنانا، ناموری حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، یا اسراف وتبذیر میں گرفتار ہوتے ہیں‘‘۔

پھر کہتا ہے کہ ’’وہ دن گئے کہ لوگ دین کے پیچھے دنیا پر لات مارتے تھے۔ اب تو جو کام دین کے پردے میں بھی ہوتا ہے وہ بھی غالبًا دنیا طلبی ہی کے لئے ہوتا ہے۔ پس اس جدال وقتال کو کس طرح جہاد دین سمجھا جاوے۔ غزوہ فی سبیل اللہ ٹھہرایا جاوے۔ عوام تو جب سے دنیا ہے تب ہی سے کالانعام ہو رہے ہیں۔ خواص میں چراغ لے کر، مشعل جلا کر ڈھونڈو گے تو ہزار میں ایک بھی بے ریاء وسمع نہ ملے گا۔ یہ بڑے بڑے فقیر، یہ بڑے بڑے مدرّس، یہ بڑے بڑے درویش جوڑ نکا دینداری، خداپرستی کا بجا رہے ہیں، ردّ حق اور تائید باطل، تقلید مذہب، تقلید مشرب میں مخدوم عوام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھو تو دراصل پیٹ کے بندے، نفس کے مرید، ابلیس کے شاگرد ہیں‘‘۔

(اقتراب الساعة۔ ازنواب نور الحسن صاحب۔ صفحہ 7-8۔ مطبع مفید عام آگرہ۔ 1301ھ)

پھر لکھتے ہیں: ’’ان کی دوستی، دشمنی ان کے باہم کا ردّ وکدّ فقط اسی حسد کے لئے ہے۔ نہ خدا کے لئے، نہ امام کے لئے، نہ رسول کے لئے۔ علم میں مجتہد مجدد ہیں لیکن حق، باطل، حلال، حرام میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ غیبت، سبّ وشتم، خدیعت وزُور، دغا اور فریب اور جھوٹ، کذب وفجور، افتراء کو گویا صالحات باقیات سمجھ کر رات دن بذریعہ بیان وزبان خلق میں اشاعت فرماتے ہیں۔ یہی زبان ذریعہ ان کی معاش کا ہے۔ تھوڑا بہت ڈر خدا کا اگر کسی کو ہے تو اُنہیں بیچارے غرباء، موحدین، متبعین سنّت کو ہے جن کو سب نے اپنے خیال خام میں ناکام سمجھ رکھا ہے‘‘۔

(اقتراب الساعة از نواب نور الحسن خان صاحب صفحہ 7-8 مطبع مفید عام آگرہ 1301ھ)

پس کیا یہ حالات وہی نہیں جو اُس وقت تھے جب پانی اترا اور جس زمانے کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ پھر یہ وضاحت اس لئے نہیں فرمائی تھی کہ بس اب خشکی ہو جائے گی اور اسلام ختم ہو جائے گا نعوذ باللہ، بلکہ اس لئے وضاحت فرمائی تھی کہ اس زمانے میں پانی کی تلاش کرنا۔

پھر نواب صدیق حسن خانصاحب جنہیں مشہور اہلحدیث رہنما مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب مجدد بھی کہا کرتے تھے۔ یہ نواب صدیق صاحب نے خودنوشت سوانح ابقاء المنن بالقاء المحن میں لکھتے ہیں کہ: ’’میرے زمانہ آفت نشانہ میں علمائے آخرت روئے زمین سے بالکل مفقود ہو گئے ہیں۔ اب جو لوگ اپنے آپ کو اہل علم کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں یہ سب عشاق دنیا ہیں۔ اُن کا شغل تحصیل کتاب کے بجائے استحصال مال وخطاب ہے۔ رات دن فنون جہالت میں مشغول رہتے ہیں۔ خواص نے عوام کا شیوہ اختیار کر لیا ہے اور عوام تو پہلے ہی کالانعام ہیں۔ منجیات ومعروفات، نقش ونگار طاق نسیاں ہو گئے ہیں‘‘۔ (علم وعرفان تو بالکل ختم ہو چکی ہیں) ’’مہلکات ومنکرات حسنات قرار پا گئے ہیں۔ قیامت کی چھوٹی علامتوں کا ایک مدت دراز سے ظہور ہو چکا ہے۔ اب چودھویں صدی کے آغاز میں ہر طرف سے قیامت کی بڑی علامتوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ حدیث میں ہے کہ نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور جَو کی بھوسی یا کھجور کے چھلکے کی طرح لوگ نکمّے اور ناکارہ ہو جائیں گے‘‘۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ ’’اُس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی‘‘۔

(اِبْقَاءُ الْمِنَنِ بِالْقَاءِ الْمِحَنِ خودنوشت سوانح حیات نواب محمد صدیق حسن خان صفحہ 287-286 ناشر دارالدعوة السلفیه شیش محل روڈ لاہور ایڈیشن اوّل دسمبر 1986ء)

پھر ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب ’’قادیانیت‘‘ میں لکھتے ہیں۔ کتاب لکھی تو ہمارے خلاف ہے لیکن ان سے حق بات بہرحال کہی گئی۔ لکھتے ہیں: ’’عالم اسلام مختلف دینی واخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا۔ اُس کے چہرے کا سب سے بڑا داغ وہ شرک جلی تھا جو اُس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور تعزیے بے محابا پج رہے تھے۔ غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا

گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توّہمات کا دور دورہ تھا۔ یہ صورتحال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضا کررہی تھی جو اسلامی معاشرے کے اندر جاہلیت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اُس کا تعاقب کرے۔ جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید وسنت کی دعوت اور اپنی پوری قوت کے ساتھ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِص کا نعرہ بلند کرے''۔

(قادیانیت مطالعہ وجائزہ از سید ابوالحسن علی ندوی صفحہ 180-181 مجلس نشریات اسلام کراچی)

............پھر اُس زمانے کا نقشہ کھینچتے ہوئے سید ابوالحسن ندوی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اُس وقت مسلمانوں کی اخلاقی حالت بعینہٖ وہ تھی جو قوموں کے انحطاط اور حکومتوں کے زوال و تداخل کے موقع پر ہوتی ہے۔ اُن کی معاشرت اس قدر خراب ہوگئی تھی کہ مؤرخ کا قلم بھی اس کی تصویر کھینچتے شرماتا ہے۔ فسق ومعصیت ان کے آداب وتہذیب میں داخل ہو کر معاشرت کا جزو بن گئی تھی اور وہ اس پر اعلانیہ فخر کرتے تھے۔ شراب نوشی کی لَت بھی پائی جاتی تھی۔ نشہ آور چیزوں، افیون، بھنگ، تاڑی وغیرہ کا استعمال بھی تھا جس سے اخلاق کے ساتھ قوائے عقلیہ اور صحت بھی خراب ہورہی تھی۔ بازاری عورتیں دینی مجالس سے لے کر ہر مجلس کی زینت تھیں''۔

(تاریخ دعوت وعزیمت از سید ابوالحسن علی ندوی حصہ ششم جلد اوّل صفحہ 70 مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی)

دینی مجالس میں بھی بازاری عورتیں آتی تھیں، یہ خود بیان فرماتے ہیں۔ پھر بھی کہتے ہیں پانی کی ضرورت نہیں تھی، یا ہم دنیا کی اصلاح کریں گے۔

پھر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اس ملک کی اسلامی آبادی کا سوادِ اعظم اُن تمام مشرکانہ اور جاہلانہ رسوم وعقائد میں گرفتار رہا جو اسلام قبول کرنے سے پہلے اُن میں رائج تھے''۔ کہتے ہیں کہ: ''جو مسلمان باہر سے آئے تھے اُن کی حالت بھی ہندوستانی نومسلموں سے کچھ زیادہ بہتر نہ تھی۔ نفس پرستی اور عیش پسندی کا گہرا رنگ اُن پر چڑھ چکا تھا''۔ کہتے ہیں کہ ''خالص دینی جذبہ اُن میں سے بہت کم، بہت ہی کم لوگوں میں تھا''۔

پھر کہتے ہیں کہ ''گیارھویں صدی ہجری میں انحطاط اپنی آخری حدوں کو پہنچ چکا تھا۔ بارھویں صدی کے ابتدا میں وہ تمام کمزوریاں یکا یک نمودار ہو گئیں جو اندر ہی اندر صدیوں سے پرورش پا رہی تھیں''۔ پھر لکھتے ہیں کہ ''قومی اور اجتماعی مفاد کا تصور اُن کے دماغوں سے نکل گیا۔ انفرادیت اور خودغرضی بری طرح اُن پر مسلط ہوگئی۔ اُن میں ہزار در ہزار خائن اور غدار پیدا ہوئے۔ اُن میں لاکھوں بندگانِ شکم پیدا ہوئے جن سے ہر دشمنِ اسلام تھوڑی سی رشوت یا حقیر سی تنخواہ دے کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بد سے بدتر خدمت لے سکتا تھا۔ اور ملّت کے نام پر جب کبھی ان سے اپیل کی گئی تو وہ پتھروں سے ٹکرا کر واپس آئی''۔

(تحریک آزادی ہند اور مسلمان حصہ اول از سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ 41 تا 43 ناشر اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور ایڈیشن 2005ء)

پس یہ اپنے حالات خود بیان فرما رہے ہیں۔ پس ایسے وقت میں اور حالات میں کیا کسی آسمانی وجود کی ضرورت نہیں تھی جبکہ............ انداز میں اس صورتحال کی تصویرکشی کررہی ہیں۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جب امام نے دعویٰ کیا تو یہ اعتراف کرنے والوں نے خود ہی اُسے ردّ کردیا۔ وہ پانی جو آسمان سے جب اترا تو اُس نے اعلان کیا کہ ؎

مَیں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 145)

.... اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی جماعت کی ترقی کی رپورٹ تو کل میں نے آپ کو بیان کی تھی جس کا پانچواں حصہ بھی مَیں بیان نہیں کر سکا تھا۔ مَیں نے مختصر لیا تھا۔ یہ تو ایک جھلک تھی جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی تھی اور دنیا بھی سن رہی تھی۔ ہمارے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے سنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا تو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب تسلی دی کہ اِنِّیْ مَعَکَ۔ (تذکرہ صفحہ 624 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) تو پھر اس معیت کا اظہار اس شان سے کیا کہ آج دوصد ممالک سے زائد ممالک میں اس بارش کا پانی برس رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ...... (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 5) کہ تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ فشل ہیں یعنی بے کار، بزدل اور ناکارہ ہیں۔ جو خدا کے پانی سے ہے اُس نے دنیا کو سیراب کرنا ہے اور اس پانی کے فیض کو ان مخالفین کی کوئی تدبیر روک نہیں سکتی۔

ہاں............ آج بھی امّتِ (-) کا وہی نقشہ یہ لوگ خود بیان کر رہے ہیں۔ یہ ہماری زبانی باتیں نہیں ہیں۔ وقتاً فوقتاً اس کا اظہار ان لوگوں سے ہوتا رہتا ہے۔ اس کے بھی چند نمونے پیش کردیتا ہوں۔

سندھ کے معروف عالم دین مولانا سید قاسم شاہ صاحب راشدی بیان کرتے ہیں کہ ''قرونِ اولیٰ میں اختلافات کے باوجود کوئی امت سے نہ خود کٹتا تھا نہ کسی کو کاٹتا تھا۔ فکری اعتبار سے مختلف مکاتبِ فکر حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ سب اس امت کا حصہ تھے۔ ہمارے ہاں تشدد پسند جو مستقل نفرتیں بڑھا رہے ہیں، حنفی تو دور رہ گئے، خود اہل حدیث، اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے تیار نہیں۔ کیوں؟ جناب یہ بسم اللہ آہستہ پڑھتا ہے، یہ رکوع کے بعد ہاتھ کھولتا ہے''۔ لکھتے ہیں کہ ''میرے والد صاحب نے ایک مرتبہ افسوس کا ظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ بیٹا ہم ساری دنیا کو کہتے تھے، یہ کافر، یہ مسلمان نہیں، اُن کی نمازیں نہیں اور اللہ نے خود ہم میں سے ایسے لوگ پیدا کئے جنہوں نے کہا تم بھی مسلمان نہیں ہو، تمہاری بھی کوئی نماز نہیں۔ ہمیں آنکھیں کھولنا چاہئیں''۔

(ماہنامہ ضربِ حق، ماہِ نومبر 2004ء صفحہ 1 جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 8)

ان کا یہ حوالہ ''ضرب حق'' ایک رسالہ ہے اُس میں نومبر 2004ء کا چھپا ہوا ہے۔ پھر یہی رسالہ ماہنامہ ''ضرب حق'' ہے جو اپریل 2004ء کے شمارے کے اداریے میں لکھتا ہے کہ: ''سوال کیا جاتا ہے کہ مسلمان مسلمان ہونے کے باوجود کیوں پٹ رہا ہے؟'' دنیا سے مار کیوں کھا رہا ہے؟ ''اسلام کا اتنا بڑا اثاثہ رکھنے کے باوجود ہم کیوں محکوم ہیں اور سب سے بڑی سچائی اور حقیقت دینِ حق، دینِ اسلام سے تعلق رکھنے کے باوجود ہم ذلت سے کیوں دوچار ہیں؟'' اس کا سیدھا سادہ جواب ہے۔'' خود ہی کہتے ہیں، خود ہی جواب دے رہے ہیں، کہتے ہیں ''اس کا سیدھا سادہ جواب تو یہی ہے کہ ہم نے جو کلمہ پڑھا ہے، جس کے ہم دعویدار ہیں، جس کی بنیاد پر ہم اپنے آپ کو صرف ایک خدا کا بندہ سمجھتے ہیں۔ قرآنی آیات میں ہمارے دعوؤں کی واضح طور پر تردید موجود ہے''۔ ہم کرتے تو ہیں لیکن قرآن میں یہ تردید موجود ہے۔ تمہارے قول وفعل میں تضاد ہے''۔ پھر کہتے ہیں کہ ''جب تک ہم اپنی نفسانی خواہشات کو اسلام کے تابع نہیں بنائیں گے، جب تک ہم اسلامی معاشرہ تشکیل نہیں دیں گے، اور اپنے طرزِ حکمرانی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں بدلیں گے اور جب تک ہم اغیار کی چاکری کرنا نہیں چھوڑیں گے ہمیں ہمارا برائے نام مسلمان ہونا کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا بلکہ ہم اپنے اس نام کی برکت سے دنیا بھر کی طاغوتی طاقتوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنیں گے''۔

پھر لکھتے ہیں کہ: ''ہم نے گر پٹنے سے بچنا ہے، ذلت سے بچنا ہے اور طاغوتی طاقتوں کے انتقام سے بچنا ہے تو ہمارے لئے دو راستے ہیں کہ یا تو ہم مسلمانی اور اسلام کا نام ونشان چھوڑ دیں''۔ مسلمان اسلام چھوڑ دیں، پھر ہی بچ سکتے ہیں۔ ''یا پھر اسلامی تعلیمات کا صرف نام لینے کی بجائے اس کو من حیث القوم عملی جامہ بھی پہنائیں۔ اسلامی نظام خلافت کے قیام کے بغیر مسلم حکمرانوں کے برائے نام اسلام دھوکہ اور خسارہ ہے۔ مُلّاں ازم کا اسلام تفرقے ہیں۔ جماعتیں ہیں، تنظیمیں ہیں اور اپنے اپنے مفادات کے تحفظ کو اسلام کا نام دیا ہے۔ یہ ملاں کی خود ہی تعریف کررہے ہیں۔ ''یہ بھی دھوکہ ہے، خسارہ ہے اور وبال جان ہے''۔ پھر لکھتے ہیں کہ ''اسلام اسلام ہے جو انسانوں کو بدلتا ہے''۔ اسلام تو وہ اسلام ہے جو انسانوں کو بدلتا ہے، جو باخدا انسان بناتا ہے۔ جو خدانما انسان بناتا ہے''۔ کہتے ہیں کہ ''حقیقی اسلام معاشرتی اقدار کو بدلتا ہے، ملکی حالات کو بدل دیتا ہے اور بین الاقوامی رویوں کو بدلتا ہے''۔

(ماہنامہ ضربِ حق کراچی ماہِ اپریل 2004ء صفحہ 2 کالم نمبر 1 جلد 8 شمارہ نمبر 2)

یہی (دین) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والا پیش کرچکا ہے۔ آسمانی پانی کا انکار کروگے تو یہی کچھ ہوگا جو تم لوگوں کے ساتھ ہورہا ہے۔

پھر نوائے وقت اپنے ایک ایڈیشن میں لکھتا ہے کہ: ''ہمیں دینِ اسلام سے وہ برکات حاصل نہیں ہورہیں جو دورِ خلافت راشدہ میں مسلمانوں کو حاصل تھیں۔ اُس وقت ہمیں عدل، امن، اخوت، محبت، خوشحالی، اتحاد، غلبہ دین حق جیسی برکات حاصل تھیں۔ آج ہم عدل کے بجائے ظلم، امن کے بجائے بدامنی اور بے سکونی، اخوت کے بجائے تعصب، محبت کے بجائے نفرت، خوشحالی کے بجائے پسماندگی اور درماندگی، اتحاد کے بجائے انتشار اور غلبہ کے بجائے مغلوبیت سے دوچار ہیں۔ کس قدر عظیم سانحہ ہے یہ۔ مسلمان دنیا میں مغلوب اُس وقت ہوتے ہیں جب وہ اللہ کی نصرت سے محروم اور مومن نہ رہیں''۔

(نوائے وقت ملّی ایڈیشن (لاہور) مورخہ 25 جون 2004ء صفحہ 13)

پھر نوائے وقت نے ہی اس عنوان سے کہ ''ہم ہیں آج کیوں ذلیل'' لکھا کہ: ''ہم سورۃ بقرہ کی آیت 61 میں وارد شدہ الفاظ، ان پر ذلت اور مسکنت تھوپ دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھِر گئے، کو پڑھتے ہوئے اطمینان سے گزر جاتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ الفاظ یہودیوں کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔ لیکن اگر موجودہ حالات کا معروضی مطالعہ کیا جائے تو اس وقت ان الفاظ قرآنی کے مصداق کامل مسلمان ہیں نہ کہ یہود''۔

پھر لکھتے ہیں کہ: ''واضح رہے کہ ذرا سی تقدیم وتاخیر کے ساتھ یہ مضمون سورۃ آل عمران کی آیت 112 میں بھی وارد ہوا ہے۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ کی آخری آیت کی تفسیر کے ضمن میں اس امر پر مفسرین کا تقریباً اجماع ہے کہ مغضوب علیہم کی عملی تفسیر یہود ہیں اور ضالین کی نصاریٰ ہیں۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ مؤخر الذکر یعنی عیسائیوں کا گمراہ ہونا تو یقیناً اب بھی صد فیصد درست ہے لیکن مغضوب علیہم کی عملی تفسیر تو اس وقت یہود نہیں، مسلمان ہیں''۔

پھر لکھتے ہیں کہ: ''الغرض ہماری کیفیت اس وقت بالکل وہی ہے جس کا نقشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث مبارکہ میں کھینچا تھا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ نہایت کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود تمہاری حیثیت سیلاب کے ریلے کے اوپر جھاگ سے زیادہ نہیں رہے گی۔ ان لطیف حقائق پر مستزاد یہ تلخ واقعات تو نگاہوں کے عین سامنے موجود ہیں کہ مغرب ہو یا مشرق، اس وقت ساری دنیا میں مسلمان شدید ترین مصائب و آلام سے دوچار

ہیں۔ گویا عزت و وقار کے ساتھ غیرت ملی کا جنازہ بھی نکل چکا ہے۔ اور سوا رب سے زیادہ افراد پر مشتمل عالمی ملّت اسلامیہ اس وقت بالفعل کہ ’’غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے‘‘ کا نقشہ پیش کر رہی ہے۔ سوچئے کہ الفاظِ قرآنی ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے، کہ مصداق اس وقت ہم نام نہاد مسلمان ہیں یا یہود‘‘۔

(نوائے وقت (لاہور) مورخہ 16 اپریل 1993ء صفحہ 4)

یہ خود ان کا اعتراف ہے۔ نوائے وقت 16/اپریل 1993ء میں انہوں نے یہ لکھا تھا۔

پس یہ باتیں جن کو یہ خود بیان کر رہے ہیں کیا اُن کو اس بات کے سوچنے پر مجبور نہیں کرنی چاہئیں کہ سب کچھ تو ہے اور ان حالات میں ایک شخص خدا تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر اُس کی طرف اپنے آپ کو منسوب بھی کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر چیلنج کر رہا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اگر کوئی شک ہے تو میرے سے مقابلہ کر لو۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ جو کچھ مَیں کہہ رہا ہوں وہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ خدا تعالیٰ کے کہنے سے کہہ رہا ہوں......۔

حضرت مسیح موعود نے بار بار آسمانی پانی کی ضرورت کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اپنی آمد کا مقصد بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ’’آسمان اور زمین میں ایسے تعلقات ہیں جیسے نر و مادہ میں ہوتے ہیں۔ زمین میں بھی کنویں ہوتے ہیں لیکن زمین پھر بھی آسمانی پانی کی محتاج رہتی ہے۔ جب تک آسمان سے بارش نہ ہو زمین مردہ سمجھی جاتی ہے اور اُس کی زندگی اس پانی پر منحصر ہے جو آسمان سے آتا ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ (-) (الحدید:18) اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب آسمان سے پانی برسنے میں دیر ہو اور امساک باراں ہو تو کنوؤں کا پانی بھی خشک ہونے لگتا ہے اور ان ایام میں دیکھا گیا ہے کہ پانی اتر جاتا ہے۔ لیکن جب برسات کے دن ہوں اور مینہ برسنے شروع ہوں تو کنوؤں کا پانی بھی جوش مار کر چڑھتا ہے کیونکہ اوپر کے پانی میں قوت جاذبہ ہوتی ہے‘‘۔

فرمایا ’’اگر آسمانی پانی نازل ہونا چھوڑ دے تو سب کنوئیں خشک ہو جائیں۔ اسی طرح پر ہم یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نورِ قلب ہر انسان کو دیا ہے اور اس کے دماغ میں عقل رکھی ہے جس سے وہ برے بھلے میں تمیز کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ لیکن اگر نبوت کا نور آسمان سے نازل نہ ہو اور یہ سلسلہ بند ہو جاوے تو دماغی عقلوں کا سلسلہ جاتا رہے اور نورِ قلب پر تاریکی پیدا ہو جاوے اور وہ بالکل کام دینے کے قابل نہ رہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ اسی نورِ نبوت سے روشنی پاتا ہے۔ جیسے بارش ہونے پر زمین کی روئید گیاں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں اور ہر تخم پیدا ہونے لگتا ہے اسی طرح پر نورِ نبوت کے نزول پر دماغی اور ذہنی عقلوں میں ایک صفائی اور نور فراست میں ایک روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اگر چہ یہ علی قدر مراتب ہوتی ہے اور استعداد کے موافق ہر شخص فائدہ اٹھاتا ہے۔ خواہ وہ اس امر کو محسوس کرے یا نہ کرے۔ لیکن یہ سب کچھ ہوتا اسی نورِ نبوت کے طفیل ہے‘‘۔

فرمایا: ’’جیسے آسمانی پانی کے نہ برسنے کی وجہ سے زمین مرجاتی اور کنوؤں کا پانی خشک ہونے لگتا ہے۔ یہی قانون نزول وحی کے متعلق ہے۔ رَجْع پانی کو کہتے ہیں حالانکہ پانی زمین پر بھی ہوتا ہے لیکن آسمان کو ذَاتِ الرَّجْعِ کہا ہے۔ اس میں یہ فلسفہ بتایا ہے کہ اصلی آسمانی پانی ہی ہے۔ چنانچہ کہا ہے، (فارسی کا شعر ہے)۔

باراں کہ در لطافت طبعش دریغ نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس‘

(کہ بارش سے جس کی فطرت لطافت کے خلاف نہیں ہے، باغ میں لالہ کا پھول اُگتا ہے اور بنجر اور کلر زدہ زمین میں کانٹے اُگتے ہیں۔) فرمایا کہ ’’جو کیفیت بارش کے وقت ہوتی ہے وہی نزول وحی کے وقت ہوتی ہے۔ دو قسم کی طبیعتیں موجود ہوتی ہیں۔ ایک تو مستعد ہوتی ہیں اور دوسری بلید‘‘۔ (یعنی غبی اور نادان)۔ ’’مستعد طبیعت والے فوراً سمجھ لیتے ہیں اور صادق کا ساتھ دے دیتے ہیں۔ لیکن بلید الطبع نہیں سمجھ سکتے اور وہ مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ دیکھو مکہ معظّمہ میں جب وحی کا نزول ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا کلام اترنے لگا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ابو جہل ایک ہی سرزمین کے دو شخص تھے۔ ابو بکرؓ نے تو کوئی نشان بھی نہ مانگا اور مجرد دعویٰ سنتے ہی اٰمَنَّا کہہ کر ساتھ ہو لیا۔ مگر ابو جہل نے نشان پر نشان دیکھے مگر تکذیب سے باز نہ آیا اور آخر خدا تعالیٰ کے قہر کے نیچے آکر ذلّت کے ساتھ ہلاک ہوا‘‘۔

فرمایا کہ: ’’غرض خدا تعالیٰ کی وحی ہر قسم کی طبیعتوں کو باہر نکال دیتی ہے۔ طیب اور خبیث میں امتیاز کر کے دکھا دیتی ہے۔ وہ بہار کا موسم ہوتا ہے۔ اُس وقت ممکن نہیں کہ کوئی تخم شگفتگی کے لئے نہ نکلے۔ لیکن جو کچھ ہوگا وہی برآمد ہوگا۔ نیک اور سعید الفطرت اپنی جگہ پر نمودار ہوتے ہیں اور خبیث الگ اور اس سے پہلے وہ ملے جلے ہوئے ہوتے ہیں جیسے گندم اور بھگاٹ کے دانے ملے ہوئے تو رہتے ہیں‘‘۔ بھگاٹ ایک قسم کی جڑی بوٹی ہوتی ہے، گندم میں اُگتی ہے۔ ’’لیکن جب زمین سے نکلتے ہیں تو دونوں الگ نظر آتے ہیں۔ مالک گندم کی حفاظت کرتا ہے اور بھگاٹ کو نکال کر باہر پھینک دیتا ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’پس نزول وحی کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ مشاہدہ پیش کیا ہے جس کو نادان اپنی نادانی اور جہالت سے اعتراض کے رنگ میں پیش کرتا ہے حالانکہ اس میں ایک عظیم الشان فلسفہ رکھا ہوا ہے۔ اسی لئے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ (-) (الطارق:12-13) کہہ کر فرمایا اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (الطارق:14) جو کلام الٰہی کے لئے بولا گیا ہے یہ ایک نظری امر تھا۔ اس کے ثبوت کے لئے بدیہی امر کو پیش کیا ہے۔ جیسے امساک باراں کے وقت ضرورت ہوتی ہے مینہ کی، اسی طرح پر اس وقت لوگ روحانی پانی کو چاہتے ہیں۔ زمین بالکل مرچکی ہے۔ یہ زمانہ ظَھَرَ الْفَسَادُ (-) (الروم:42) کا مصداق ہو گیا ہے۔ جنگل اور سمندر بگڑ چکے ہیں۔ جنگل سے مراد مشرک لوگ اور بحر سے مراد اہل کتاب ہیں۔ جاہل و عالم بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ غرض انسانوں کے ہر طبقہ میں فساد واقع ہو گیا ہے۔‘‘ اب اس زمانے میں، آپ نے ان کی باتیں سن ہی لیں۔ ’’جس پہلو اور جس رنگ میں دیکھو دنیا کی حالت بدل گئی ہے۔ روحانیت باقی نہیں رہی اور نہ اس کی تاثیریں نظر آتی ہیں۔ اخلاقی اور عملی کمزوریوں میں ہر چھوٹا بڑا ابتلا ہے۔ خدا پرستی اور خدا شناسی کا نام و نشان مٹا ہوا نظر آتا ہے۔ اس لئے اس وقت ضرورت ہے کہ آسمانی پانی اور نور (-) کا نزول ہو اور مستعد دلوں کو روشنی بخشے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل سے اس وقت اس نور کو نازل کیا ہے۔ مگر تھوڑے ہیں جو اس نور سے فائدہ اٹھاتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 712 تا 714 مطبوعہ ربوہ)

یقیناً وہ سعید فطرت فائدہ اُٹھاتے ہیں جن کو ایک تڑپ ہوتی ہے کہ پانی کی تلاش کریں۔ کل بھی میں نے بہت سے واقعات سنائے تھے۔ جلسہ کے پہلے دن جو واقعات سنائے تھے اُن میں بھی اور حضرت مسیح موعود کے زمانے میں بھی اور اب بھی کہ کس طرح نیک طبعوں کی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود کے زمانے میں رہنمائی فرمائی اور اُن لوگوں نے اس پانی سے اپنی پیاس بجھائی۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور نیک فطرت اپنی پیاس بجھاتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک روحانی انقلاب بیعت میں آنے والوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ یہ پانی افریقہ میں بھی برس رہا ہے اور ایشیا میں بھی برس رہا ہے اور یورپ میں بھی برس رہا ہے اور امریکہ میں بھی برس رہا ہے، آسٹریلیا میں بھی برس رہا ہے اور جزائر میں بھی برس رہا ہے۔ آج کی عالمی بیعت جو ہے اور یہاں ہر قوم کی نمائندگی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیض اب بھی جاری ہے۔

بہت سے ایسے ہیں جن کی مثالیں میں نے دی تھیں جنہیں خوابوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔ بعض خوابیں ایسی بھی ہیں جن میں واضح طور پر بتایا گیا (وہ مَیں نے بیان نہیں کیں، بعض لمبی تھیں) کہ جو پانی آج کل کے علماء کے ذریعے سے مل رہا ہے وہ بہت نیچے جا چکا ہے، اُس سے سیرابی نہیں ہو سکتی۔ اور سیراب کرنے والا پانی مسیح موعود سے ہی ملے گا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ: ’’حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزار ہا انوار اُس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اُٹھتی ہیں‘‘۔

(ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 474)

پس ہم نے ان استعدادوں کے جاگنے کے عملی نمونے دیکھ لئے ہیں اور دیکھ رہے ہیں......۔

اور اے غلامانِ مسیح دوران! اس آسمانی پانی سے فیض پانے والو جس نے تمہیں نئی زندگی بخشی ہے اپنے فرض ادا کرو۔ اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جاؤ۔ دنیا کو راستی کا رستہ دکھانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاؤ۔ اپنے دینی، روحانی، اخلاقی معیاروں کو اونچا سے اونچا کرتے چلے جاؤ کہ امام الزمان کی بیعت کا حق ادا ہو جائے۔ اس روحانی پانی کے فیض سے اُگنے والی وہ فصلیں بنو جو فائدہ مند ہوتی ہیں، جو دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتی ہیں۔ وہ نہریں اور دریا بنو جن پر ہر دم تازہ پانی اترتا رہتا ہے۔ دنیا کو روحانی مائدہ اب غلامان مسیح الزمان کے ذریعہ سے ہی ملنا ہے۔ دنیا کی پیاس اب اُس پانی سے بجھنی ہے جو امام الزمان کے ماننے والوں نے مہیا کرنا ہے۔ اب اور کوئی گروہ یا جماعت نہیں ہے جو دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے والا بن سکے۔ اگر ہم نے اپنے فرائض ادا نہ کئے تو ہم بھی پوچھے جائیں گے۔ پس ہمیں بھی اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کرنے کی ضرورت ہے۔

آج ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنے کی ضرورت ہے اور یہ عہد کر کے اُٹھیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اپنی بیعت کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا ہو گی۔ دعا میں اسیران کو بھی یاد رکھیں، کچھ عرب ممالک میں بھی اسیران ہیں، پاکستان میں بھی اسیران ہیں۔ پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو بھی یاد رکھیں جن پر آجکل ظلموں کی، خاص طور پر صوبہ پنجاب میں ظلموں کی انتہا ہو رہی ہے۔ ہر لحاظ سے ظلم ہو رہے ہیں، بیماروں اور مصیبت میں گرفتار لوگوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا بھی حافظ و ناصر ہو اور خیریت سے گھروں کو جائیں۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم انور ندیم علوی صاحب دارالنصر غربی اقبال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ ڈاکٹر رقیقہ علوی صاحبہ اہلیہ مکرم میجر ہارون احمد صاحب گجرات کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 20۔اپریل 2013ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام معارج ہارون تجویز ہوا ہے۔ نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ نیز صحت وسلامتی والی لمبی فعال زندگی عطا فرمائے۔ آمین

نکاح

مکرم جاوید احمد بھٹہ صاحب سیکرٹری مال ضلع حیدرآباد تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے میری بیٹی مکرمہ رئیسہ صباحت بھٹہ صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم سہیل احمد شہزاد صاحب مربی سلسلہ ضلع حیدرآباد نے مورخہ 8۔اپریل 2013ء کو ہمراہ مکرم فہد پرویز صاحب ابن مکرم پرویز احمد صاحب ایڈووکیٹ جرمنی کے ساتھ مبلغ سات ہزار یورو حق مہر پر بیت الظفر لطیف آباد حیدرآباد میں کیا۔ دولہا اور دلہن مکرم چوہدری غلام حسین صاحب مرحوم دارالرحمت وسطی ربوہ کی نسل سے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتے کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

نکاح و شادی

مکرمہ ناصرہ بٹ صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالسمیع آصف بٹ صاحب دارالنصر وسطی ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

خاکسارہ کی بیٹی عزیزہ نائلہ بٹ بنت مکرم عبدالسمیع آصف صاحب بٹ مرحوم دارالنصر وسطی ربوہ کی شادی کی تقریب مکرم کامران احمد صاحب ابن مکرم محمد افضل صاحب بھٹی آف کینیڈا کے ساتھ مورخہ 8۔اپریل 2013ء کو رفیع بینکویٹ ہال میں منعقد ہوئی۔ نکاح کا اعلان مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر رشتہ ناطہ نے 10 ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر کیا۔ دلہن مکرم خواجہ رفیع الدین بٹ صاحب (اسیر راہ مولیٰ) سابق امیر حلقہ بدوملہی کی نواسی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں خاندانوں کیلئے یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

تقریب شادی

مکرم چوہدری منور احمد شاہد صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری مال دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے بیٹے مکرم مسلم احمد شہزاد صاحب کی شادی ہمراہ مکرمہ نصرت سلیم صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد سلیم اختر صاحب اور دوسرے بیٹے مکرم مبشر احمد مان صاحب مربی سلسلہ کی شادی ہمراہ مکرمہ ثناء سلیم صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد سلیم اختر صاحب مورخہ 24۔اپریل 2013ء کو منعقد ہوئی۔ تقریب رخصتانہ کے موقع پر مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ نے دعا کروائی۔ مورخہ 25۔اپریل 2013ء کو دعوت ولیمہ کا انعقاد ایوان محمود ہال ربوہ میں ہوا۔ اس موقع پر مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ نے دعا کروائی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرم قمر احمد کوثر صاحب ترکہ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب مرحوم)

مکرم قمر احمد کوثر صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وفات پا چکے ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 24 بلاک نمبر 25 محلہ دارالرحمت برقبہ ایک کنال بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ جملہ ورثاء میں سے مکرم ظفر احمد سرور صاحب، مکرمہ قمر النساء صاحبہ، مکرم فضل احمد طاہر صاحب اور مکرمہ بدر النساء صاحبہ مکرم قمر احمد کوثر صاحب کے حق میں دستبردار ہوچکے ہیں۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرم ظفر احمد سرور صاحب (بیٹا)
2۔ مکرمہ قمر النساء صاحبہ (بیٹی)
3۔ مکرم فضل احمد طاہر صاحب (بیٹا)
4۔ مکرمہ بدر النساء صاحبہ (بیٹی)
5۔ مکرم قمر احمد کوثر صاحب (بیٹا)
6۔ مکرمہ منصورہ فرحت سلطانہ صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس (30) یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ سال 2013ء کے لئے داخلہ فارم یکم مئی تا 30 جون 2013ء مدرسۃ الحفظ سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ داخلہ فارم مکمل کرنے کے بعد مدرسۃ الحفظ میں جمع کروانے کی آخری تاریخ 25 جولائی 2013ء ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد کوئی فارم وصول نہیں کیا جائے گا۔ نامکمل فارم پر کارروائی ممکن نہیں ہوگی۔ داخلہ فارم حاصل کرنے اور واپس جمع کروانے کا وقت صبح 8 تا 12 بجے ہے۔ تمام احباب سے گزارش ہے کہ مقررہ اوقات میں تشریف لائیں۔

فارم کے ہمراہ مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ لف کریں۔

1۔ برتھ سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی (انٹرویو کے وقت اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہے)

2۔ پرائمری پاس سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی (انٹرویو کے وقت اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہے)

نوٹ: فارم پر صدر/امیر جماعت کی تصدیق ضروری ہے۔

اہلیت:

1۔ امیدوار کیلئے ضروری ہے کہ 31 جولائی 2013ء تک اس کی عمر بارہ سال سے زائد نہ ہو۔

2۔ امیدوار پرائمری پاس ہو۔

3۔ امیدوار نے قرآن کریم ناظرہ صحت تلفظ کے ساتھ مکمل پڑھا ہو۔

انٹرویو:

1۔ ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 17/اگست صبح 6:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔

2۔ بیرون ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 18 اور 19/اگست کو صبح 6:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔

انٹرویو کے لئے امیدواران کی لسٹ مورخہ 15/اگست کو دارالضیافت کے استقبالیہ میں اور مدرسۃ الحفظ کے گیٹ پر آویزاں کردی جائے گی۔ تمام امیدواران سے درخواست ہے کہ انٹرویو کے لئے آنے سے قبل اس بات کی تسلی کرلیں کہ ان کا نام لسٹ میں شامل ہے۔ نیز مقررہ وقت پر تشریف لائیں۔

عارضی لسٹ اور تدریس کا آغاز:

کامیاب امیدواران کی عارضی لسٹ مورخہ 21/اگست 2013ء کو صبح 10:00 بجے مدرسۃ الحفظ اور نظارت تعلیم کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کر دی جائے گی۔ تدریس کا آغاز مورخہ یکم ستمبر 2013ء سے ہوگا حتمی داخلہ 31 دسمبر 2013ء کے بعد تسلی بخش تدریسی کارکردگی پر دیا جائے گا۔

نوٹ: انٹرویو کیلئے قواعد پر پورا اترنے والے امیدواران کو علیحدہ سے کوئی اطلاع نہیں بھجوائی جائے گی۔

جو احباب اپنے بچوں کو داخل کروانے کے خواہشمند ہیں وہ ابھی سے اپنے بچوں کو روزانہ آدھا پارہ تلاوت کی عادت ڈالیں اور آخری پارے سے حفظ کروانا شروع کروادیں۔

مدرسۃ الحفظ۔ شکور پارک نزد نصرت جہاں اکیڈمی
ربوہ پوسٹ کوڈ: 35460
فون: 047-6213322
(پرنسپل مدرسۃ الحفظ ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب نائب امیر ضلع راولپنڈی تحریر کرتے ہیں۔

محترم مرزا مبارک بیگ صاحب ولد مکرم مرزا معظم بیگ صاحب بقضائے الٰہی مورخہ 30۔اکتوبر 2012ء کو انتقال کرگئے۔ آپ بفضل اللہ تعالیٰ موصی تھے۔ ایوان توحید راولپنڈی میں مکرم طاہر محمود خان صاحب مربی ضلع راولپنڈی نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد میت ربوہ لے جائی گئی۔ بیت المبارک میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی اس کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔ مرحوم کو جماعتی خدمات کی بہت توفیق ملی۔ صدر حلقہ اور مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے۔ آپ مخلص اور دیندار طبع رکھنے والے ہمدرد انسان تھے۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، دعاگو، خلافت احمدیہ کے فدائی اور خاندان مسیح موعود سے نہایت عقیدت اور احترام کا تعلق رکھنے والے تھے۔ آپ Businessman تھے اور نہایت محنتی ایماندار، ہنس مکھ، ملنسار، اہل وعیال کا خیال رکھنے والے، رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والے، ہمدردی کا جذبہ رکھنے والے، دکھ سکھ میں شریک ہونے والے اور ہمسایوں کا خیال رکھنے والے تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر سلیم طارق بیگ صاحب نے والد کی زندگی بھر خصوصاً بیماری کے دوران بہت خدمت کی۔ آپ کے سوگواران میں ایک بیٹا محترم ڈاکٹر سلیم طارق بیگ صاحب، تین بیٹیاں محترمہ سعادت سعید صاحبہ، محترمہ صباحت حفیظ صاحبہ اور محترمہ امۃ النصیر صاحبہ ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی مغفرت فرمائے اور ان سے راضی ہو اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

4 مئی 2013ء

1:30 am	خلافت احمدیہ کے سو سالہ موقع پر یوکے کی بیوت الذکر کا وزٹ
2:00 am	خطبہ جمعہ 3 مئی 2013ء
3:15 am	راہ ہدیٰ
6:15 am	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
7:10 am	خطبہ جمعہ 3 مئی 2013ء
8:20 am	راہ ہدیٰ
9:50 am	لقاء مع العرب۔ 24/ اپریل 1996ء
12:00 pm	جلسہ سالانہ یوکے خطاب حضور انور 22 جولائی 2011ء
1:55 pm	سوال جواب سیشن 3 دسمبر 1995ء
4:00 pm	خطبہ جمعہ 3 مئی 2013ء
9:00 pm	راہ ہدیٰ

5 مئی 2013ء

2:05 am	راہ ہدیٰ
3:55 am	خطبہ جمعہ 3 مئی 2013ء
6:20 am	خطاب حضور انور جلسہ سالانہ یوکے 22 جولائی 2011ء
8:05 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 3 مئی 2013ء
9:50 am	لقاء مع العرب 25 اپریل 1996ء
11:45 am	بستان وقف نو۔ 12 فروری 2011ء
2:00 pm	سوال و جواب 7 جون 1998ء
6:00 am	خطبہ جمعہ 3 مئی 2013ء
8:05 pm	بستان وقف نو

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
12 مئی سے نئی کلاس کا آغاز۔ داخلہ جاری ہے
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔ رابطہ: عمران احمد ناصر
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

خبریں

تحقیقاتی ٹیم کی تفتیش راولپنڈی کی انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے سابق صدر پرویز مشرف کو نواب اکبر بگٹی قتل کیس میں شامل تفتیش کرنے کی اجازت دے دی۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق ڈی آئی جی کوئٹہ سردار مجید کی سربراہی میں پانچ رکنی تحقیقاتی ٹیم نے نواب اکبر بگٹی قتل کیس میں سابق صدر پرویز مشرف سے ان کی رہائش گاہ واقع چک شہزاد میں چار گھنٹے تفتیش کی۔

32 ہزار 360 پولنگ سٹیشنز حساس قرار الیکشن کمیشن نے ملک بھر میں قائم ہونے والے 69 ہزار 875 پولنگ سٹیشنز میں سے 32 ہزار 360 کو حساس قرار دے دیا ہے۔ الیکشن کمیشن نے ملک بھر میں حتمی پولنگ سکیم جاری کر دی ہے۔

امن کے بغیر شفاف انتخابات ممکن نہیں چیف الیکشن کمشنر فخر الدین جی ابراہیم نے کہا ہے کہ ملک میں امن وامان کا قیام حکومت کی ذمہ داری ہے، حکومت امن وامان کو قائم کرے اور شفاف انتخابات کا انعقاد ممکن بنائے۔

دنیا کا سب سے بڑا ہوٹل جرمنی میں بحیرہ بالٹک کے کنارے ریوگین جزیرے کے ساحل پر دنیا کا سب سے بڑا ہوٹل ''پورا'' موجود ہے جس میں دس ہزار بیڈ روم ہیں۔ لیکن اس ہوٹل میں گزشتہ ساٹھ ستر سالوں سے کوئی مسافر نہیں ٹھہرا۔ یہ ہوٹل 1936ء اور 1939ء کے مابین نازیوں نے ''جمالیات کے ذریعے قوت کا مظاہرہ'' کے نظریے کے تحت تعمیر کیا تھا۔ اس ہوٹل کی تعمیر کا مقصد جرمن ورکرز کو تفریح کی فراہمی اور نازی نظریات کا پھیلانا تھا۔ یہ ہوٹل ساڑھے چار کلومیٹر طویل ہے، اس ہوٹل میں دسیوں سینما، تقریبات کیلئے الگ الگ ہال، سوئمنگ پولز سمیت تمام سہولتیں مہیا کی گئی تھیں تاہم جنگ عظیم دوم شروع ہونے کے بعد ہٹلر کی ترجیحات بدل گئیں اور جنگ میں شکست کے باعث نازی اس ہوٹل کو مکمل نہ کر سکے۔

شوگر آگاہی سیمینار

فضل عمر ہسپتال میں مریضوں اور لواحقین کیلئے ''شوگر آگاہی سیمینار'' مورخہ 8 مئی 2013ء کو بوقت 10:00 بجے سیمینار ہال میں منعقد ہوگا۔ ضرورت منداحباب وخواتین اس سے استفادہ کیلئے ہسپتال تشریف لائیں اور سیمینار میں شمولیت فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

گمشدہ فائل

مکرم کاشف عمران صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔ خاکسار کی اہلیہ مکرمہ مریم کاشف صاحبہ کی ایک فائل بازار میں کہیں گر گئی ہے جس میں فضل عمر ہسپتال کی پرچیاں اور میڈیکل رپورٹس ہیں۔ جن صاحب کو ملے براہ مہربانی اس فون نمبر پر اطلاع کر دیں شکریہ

0333-2963720

بقیہ از صفحہ 1 ضرورت کارکنان

☆ انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ
☆ حساب بمطابق معیار میٹرک، عام معلومات
☆ امیدوار کا خوش خط ہونا لازمی ہوگا اور اردو Inpage کمپوزنگ میں رفتار کم از کم 25 الفاظ فی منٹ ہونی چاہئے۔

7۔ تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والوں کا انٹرویو ہوگا۔ ملازمت کے لئے انٹرویو میں کامیابی لازمی ہے۔

8۔ تحریری امتحان وانٹرویو دونوں میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو فضل عمر ہسپتال سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار ملازمت کے اہل ہوں گے جو فضل عمر ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت منداور تندرست ہوں گے۔

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

لہنگا، ساڑھی اور عروسی ملبوسات کا مرکز
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ربوہ
نوٹ: ریٹ کے فرق پر خریدا ہوا مال واپس ہو سکتا ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 4 مئی

طلوع فجر	3:52
طلوع آفتاب	5:18
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	6:52

اکسیر بواسیر
خونی بواسیر کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 047-6212434

طاہر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ کی
ریح شکن گولیاں
90 گولیاں 130 روپے
پیٹ کی ریح گیس اور قبض کے لئے
حکیم منور احمد عزیز دارالفتوح شرقی گلی نمبر 1 فون: 03346201283

شادی ہال برائے فروخت
ایک عدد شادی ہال چلتا ہوا
معقول آمدنی کے ساتھ برائے فروخت
فون نمبر: 0336-8724962

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580
starjewellers@ymail.com

FR-10

خدمت اور شفاء کے 100 سال 1911ء سے 2011ء

ہر ماہ کی 5-4-3 تاریخ کو فیصل آباد عقب دھوبی گھاٹ گلی نمبر 1/9 مکان نمبر P-234 فیصل آباد فون: 041-2622223 موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ کی 7-6 تاریخ کو ربوہ (چناب نگر) دکان اقصیٰ چوک مکان نمبر P-7/C رحمان کالونی ربوہ ضلع جھنگ فون: 047-6212755,6212855 موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ کی 12-11-10 تاریخ کو راولپنڈی NW-741 دکان نمبر 1 کالی ٹینکی نزد ظہور الٹرا ساؤنڈ سید پور روڈ راولپنڈی فون: 051-4410945 موبائل: 0300-6408280
ہر ماہ کی 17-16-15 تاریخ کو سرگودھا 49 ٹیل مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن فیصل آباد روڈ سرگودھا فون: 048-3214338 موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ کی 20-19-18 تاریخ کو لاہور شاپ نمبر 4 بلاک 47/A قیصر پارک بالمقابل گرڈ اسٹیشن گلشن راوی روڈ لاہور فون: 042-7411903 موبائل: 0302-6644388
ہر ماہ کی 24-23 تاریخ کو ہارون آباد ضیا شہید روڈ ہارون آباد ضلع بہاولنگر فون: 063-2250612 موبائل: 0300-9644528
ہر ماہ کی 27-26-25 تاریخ کو ملتان حضوری باغ روڈ نزد پرانی کوتوالی گھنٹہ گھر ملتان فون: 061-4542502 موبائل: 0300-9644528

ماہانہ پروگرام حسب ذیل ہے
عورتوں، مردوں اور بچوں کے مشہور معالج
خداوند کریم کی رحمت سے 100 سال کے عرصہ سے لاکھوں مایوس مریضوں کو صحت یاب کر کے دعائیں حاصل کر رہا ہے
حکیم عبدالحمید اعوان (مرحوم)
چشمہ فیض
مطب حمید
کا مشہور دواخانہ

ہیڈ آفس مطب حمید پنڈی بائی پاس نزد شیل پٹرول پمپ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
Tel:055-3891024, 3892571. Fax:+92-55-3894271 E-mail:matabhameed@live.com

سب آفس مطب حمید گرین بلڈنگ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
Tel: 055-4219065, 055-4218534 E-mail: matabhameed@hotmail.com